Al-Qirtas القرطاس
http: https://al-qirtas.com/index.php/Al-Qirtas
E(ISSN): 2709-6076
P(ISSN): 2709-6068

# The Methodology and Contemporary Relevance of *Seerah al-Nabi* by Allama Shibli Nomani / Syed Sulaiman Nadvi

# سیرت النبی ﷺ از علامہ شبلی نعمانی/سید سلیمان ندوی کا منہج اور عصری معنویت

[1]Dr. Muhammad Umar Farooq
[2]Dr. Muhammad Asim
[1]Assistant Professor, Department of Islamic Thought & Culture, NUML- muhammad.umar@numl.edu.pk
[2]Lecturer, Department of Islamic Thought & Culture, NUML- hafizasim@numl.edu.pk

**Citation:** Dr. Muhammad Umar Farooq, & ii.Dr. Muhammad Asim. (2024). The Methodology and Contemporary Relevance of Seerah al-Nabi by Allama Shibli Nomani / Syed Sulaiman Nadvi: سید سلیمان /از علامہ شبلی نعمانی ﷺسیرت النبی ندوی کا منہج اور عصری معنویت. *Al-Qirtas*, *3*(4). Retrieved from https://al-qirtas.com/index.php/Al-Qirtas/article/view/366

## Abstract:

*The arrival of Islam in the Indian subcontinent led to the introduction of Prophet Muhammad's (PBUH) personality and virtues through early Seerah literature, initially written in poetic and masnavi (rhymed couplet) forms, primarily in Dakhani Urdu. Key works from this period include Mawlood Nama, Miraj Nama, and Wafat Nama, which highlighted various aspects of the Prophet's life. Post-1857, Seerah literature underwent a shift from poetry to prose, influenced by the rise of analytical approaches and the challenges posed by Christian missionaries and Orientalist critiques of Islam. This shift led to two primary trends in Seerah writing: one that followed traditional Arabic and Persian biographical styles, and another pioneered by Sir Syed Ahmad Khan, which emphasized rational and scientific principles. Among the most influential works in this new analytical trend is Seerah al-Nabi by Allama Shibli Nomani, a significant intellectual contribution of the 19th century, praised for its historical insight, scholarly tone, and refutation of Orientalist arguments. Although Shibli Nomani was unable to complete the work before his death, his disciple, Syed Sulaiman Nadvi, continued it, adhering to his mentor's methodology. This paper explores the scholarly significance of Seerah al-Nabi in contemporary Seerah studies, discussing its intellectual and artistic merits through three main sections: an introduction to Allama Shibli Nomani, the scholarly status of Seerah al-Nabi, and its artistic and intellectual contributions to Seerah literature.What is the methodology and style of Seerah writing in Allama Shibli Nomani's renowned work? And what is its artistic and intellectual significance in the field of Seerah studies today? These are the questions addressed in this paper. The paper is divided into three main sections: the first section provides a "brief introduction to Allama Shibli Nomani," the second discusses the "scholarly status of the book Seerah al-Nabi," and the third section evaluates the "artistic and intellectual significance of the book".*

***Keyword:*** *Analytical Seerah narrative, Historical phases of Seerah, Scientific approach to Seerah, Missionary criticism of Islam, Critical Seerah studies*

Al-Qirtas القرطاس
http: https://al-qirtas.com/index.php/Al-Qirtas
E(ISSN): 2709-6076
P(ISSN): 2709-6068

**تعارف:**

برصغیر پاک وہند میں اسلام کی آمد کے بعد داعیان اسلام نے ہندی مسلمانوں کے سامنے رسول اللہ ﷺ کی شخصیت اور اعلی اوصاف کا تعارف کروایا، البتہ اردو زبان میں سیرت النبی ﷺ پر مشتمل قدیم ادب پہلے پہل منظوم ومثنوی شکل میں مرتب ہوا جس میں رسول اللہ ﷺ کی حیات مقدسہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی تھی اور یہ ذخیرہ زیادہ تر دکنی اردو پر مشتمل تھا جس میں مولود نامہ مصنفہ عبد المالک(1074ھ)، معراج نامہ مصنفہ امین گجراتی(1104ھ)،وفات نامہ مصنفہ عالم گجراتی(1004ھ)اور دیگر مولود نامے شامل تھے۔

جنگ آزادی 1857ء کے بعد سیرت نگاری میں منظوم ومثنوی کے علاوہ نثر کا رجحان آہستہ آہستہ غالب آنے لگا، جب کہ منظوم ومثنوی سیرت نگاری میں وصفی رجحان غالب تھا لیکن جنگ آزادی کے بعد مطالعہ سیرت میں تجزیاتی اسلوب غالب آنے لگا جس کی بنیادی وجہ برصغیر میں عیسائیت کی تبلیغ اور مستشرقین کے اسلام اور حیات وشخصیت اور معجزات رسول ﷺ پر ہونے والے اعتراضات تھے، چنانچہ اس کے بعد سیرت رسول ﷺ کے مطالعہ میں دوطرح کے رجحانات سامنے آئے ایک وہ جس میں قدیم عربی وفارسی طرز پر حیات رسول ﷺ کو سن وار ترتیب کے ساتھ سوانح عمری کی صورت میں لکھا گیا جیسے ''گلزار محمدی'' مصنف محمد مسلم (1881ء)، ''اوصاف محمدی'' مصنف سید اوصاف علی (1882ء)۔ دوسرا رجحان جس کے بانی سرسید احمد خان ہیں جس میں عیسائی مشنریوں کے اعتراضات اور سائنسی افکار کو مدنظر رکھا گیا اور یہ رجحان عقلی اصولوں اور عقلی مباحثوں پر مشتمل ہے اس رجحان کی بنیادی اور شہرہ آفاق کاوش علامہ شبلی نعمانی (1857ء-1914) کی تصنیف کردہ "سیرت النبی ﷺ" ہے جس کو برصغیر میں انیسویں صدی کا ایک بیش بہا قیمتی علمی ورثہ شمار کیا جاتا ہے، یہ کتاب مؤثر اسلوب بیان، مؤرخانہ شعور وآگہی، سلیقۂ تحریر وتصنیف، مستشرقین کا رد وابطال، عالمانہ طرز تخاطب جیسی اہم اوصاف پر مشتمل ہے، علامہ صاحب نے اس کتاب میں نہ صرف قدیم مصادر سیرت رسول ﷺ کو سامنے رکھا بلکہ جدید مصادر میں غیر مسلم مصنفین کی کتب سیرت سے بھی خوب استفادہ کیا۔ اور ان کی کتاب کی اہم ترین خوبیوں میں سے ایک اس کتاب کا مقدمہ ہے اور دوسرا قرآنی آیات اور احادیث رسول ﷺ کو سامنے رکھ کر سیرت رسول ﷺ کے احوال اور ان کے ادوار کا تعین بھی شامل ہے۔ البتہ علامہ صاحب اس کتاب کو اپنی زندگی میں مکمل نہ کر پائے تھے یہاں تک کہ انہوں نے داعی اجل کو لبیک کہہ دیا، چنانچہ ان کے بعد ان کے شاگرد رشید سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ نے اس علمی کاوش کا بیڑا اٹھایا اور اپنے استاذ کے متعین کردہ اصول وقواعد اور سیرت نگاری کے منہج کو مدنظر رکھتے ہوئے کتاب کا بقیہ حصہ لکھا۔

http: https://al-qirtas.com/index.php/Al-Qirtas
E(ISSN): 2709-6076
P(ISSN): 2709-6068

علامہ شبلی نعمانی کی اس شہرہ آفاق تصنیف میں سیرت نگاری کا منہج واسلوب کیا ہے؟اور دور حاضر میں فن سیرت میں فنی اعتبار سے اس کتاب کا کیا مقام ہے؟ یہ وہ سوالات ہیں جن کو اس مقالے میں مد نظر رکھا گیا ہے۔اور مقالے کو تین بنیادی مباحث میں تقسیم کیا گیا ہے پہلی مبحث میں "علامہ شبلی نعمانی کا مختصر تعارف"، دوسری مبحث میں "سیرت النبی ﷺ کتاب کا علمی مرتبہ "جب کہ تیسری مبحث میں "کتاب کے فنی مقام و مرتبہ "کو بیان کیا گیا ہے۔

**پہلی مبحث: علامہ شبلی نعمانی/سید سلیمان ندوی اور ان کی کتاب (سیرت النبی ﷺ) کا مختصر تعارف**

**علامہ شبلی نعمانی کا مختصر تعارف:**

علامہ شبلی نعمانی ضلع اعظم گڑھ کے ایک گاؤں بندول جیراج پور میں مسلمان راج پوت شیخ حبیب اللہ کے گھرانے میں پیدا ہوئے، آپ کی تاریخ پیدائش 3جون 1857ء ہے، حضرت جنید بغدادی کے شاگرد "ابو بکر شبلی" کے نام پر علامہ صاحب کا نام "شبلی" رکھا گیا البتہ علامہ صاحب اپنی ابتدائی تحریروں میں "محمد شبلی" لکھتے تھے البتہ بعد میں اپنے نام میں "نعمانی" کا اضافہ خود تجویز کیا اور پھر "شبلی نعمانی" کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ کا خاندان علمی اعتبار سے کافی مشہور تھے، آپ کے چھوٹے بھائی ایک بیرسٹر کی حیثیت الہ آباد میں کام کرتے تھے اور انہوں نے وکالت کا کورس لندن سے کیا تھا۔

علامہ نے ابتدائی تعلیم اپنے گھر میں مولوی فاروق چریا کوٹی سے حاصل کی جو کہ منطق کے مشہور عالم تھے اور اپنے زمانے میں سر سید احمد خان کے خلاف کھل کر کلام کرتے تھے شاید استاذ کی زبان سے علامہ شبلی کا غیبی تعارف سر سید اور علی گڑھ سے ہوا، البتہ فارسی زبان کی تعلیم اپنے آبائی گاؤں میں حکیم عبد اللہ صاحب سے حاصل کی۔اس کے علاوہ مولانا کے اساتذہ میں مولوی علی عباس چریا کوٹی اور اور مولانا ہدایت اللہ خان صاحب جون پور والے بھی شامل ہیں۔[(1)]

علم میں رسوخ پیدا کرنے کے لیے علامہ نے ہندوستان کے مختلف اسفار بھی کیے اور ممتاز علماء سے مختلف علوم سیکھے، چنانچہ 1872ء میں مولانا احمد علی سہارن پوری سے علم حدیث اور مولانا فیض الحسن سے اور نٹیل کالج لاہور میں علم ادب حاصل کیا۔[(2)]

علامہ شبلی کی ابتدائی تعلیم اور ان کے والدین کے شوق اور ہمت کا تذکرہ کرتے ہوئے مولانا سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں:

"علامہ مرحوم نے درسیات کی تکمیل اگرچہ مولانا فاروق ہی سے کرلی تھی، لیکن ان کے ذوق علمی نے ان کو دوسرے خرمنوں کی خوشہ چینی پر آمادہ کیا، ہندوستان کے مختلف گوشوں میں ادب، فقہ اور حدیث کے جو اساتذہ اپنے فن میں یگانہ عصر

Al-Qirtas القرطاس
http: https://al-qirtas.com/index.php/Al-Qirtas
E(ISSN): 2709-6076
P(ISSN): 2709-6068

سمجھے جاتے ان سے بھی استفادہ کرنے کا شوق دامن گیر ہوا، مولانا کے والد مرحوم اس کو غیر ضروری سمجھتے تھے۔علاوہ بریں و بلاضرورت شدید اپنے نور دیدہ کو آنکھ سے اوجھل کرنا بھی پسند نہ کرتے تھے، مگر مولانا کی والدہ نے جو بہت باہمت خاتون تھیں، مولانا کی بے تابی شوق کو دیکھنا گوارا نہ کیا، ان ہی کی ہمت افزائی کا اثر تھا کہ بالآخر مولانا نے طلب علم کے شوق میں دیار وطن کی دل چسپیوں کو خیر باد کہا"۔(3)

علامہ شبلی دارالعلوم دیوبند بھی تشریف لے گئے اور فرائض کی تعلیم وہی حاصل کی اور دارالعلوم میں تقریباً دو ماہ قیام رہا، اور دوران قیام علامہ نے دارالعلوم کی لائبریری میں خوب مطالعہ کیا اور آج بھی اس لائبریری کی بعض کتب پر علامہ کا نام لکھا ہوا ہے۔

1876ء میں مولانا احمد علی سہارن پوری کی درس گاہ علامہ شبلی کی آخری درس گاہ ثابت ہوئی کیونکہ اسی زمانے میں علامہ نے اپنے والد کے ساتھ پہلا سفر حج کیا اور دوران حج علامہ صاحب التزام سے پورے صرف ونحو کے قواعد کے مطابق عربی زبان بولتے تھے۔(4)

1881ء میں علامہ نے وکالت کا امتحان بھی پاس کر لیا اور اپنے والد کے کہنے پر تقریباً تین سال تک وکالت کا پیشہ بھی اختیار کیا لیکن دلی طور پر اس پیشے سے مطمئن نہ تھے اور پھر 1884ء میں علامہ صاحب علی گڑھ تشریف لے گئے اور وہاں فارسی کے استاذ کے طور پر خدمات سرانجام دینے لگے۔ علی گڑھ میں ان کو علمی وادبی ماحول ملا جس کی وجہ سے انہوں نے کتابیں لکھنے کا آغاز کیا۔ جب سرسید احمد خان کا انتقال ہو گیا تو انہوں نے علی گڑھ کو ترک کر دیا۔ وہاں سے حیدرآباد گئے اور ریاست حیدرآباد کے محکمہ تعلیم میں مشیر بن گئے۔ انھوں نے حیدرآباد کے تعلیمی نظام میں بہت سی اصلاحات کا آغاز کیا۔ ان کی پالیسی سے حیدرآباد کی عثمانیہ یونیورسٹی نے اردو کو ذریعہ تعلیم کے طور پر اپنایا۔ اس سے پہلے ہندوستان کی کسی اور یونیورسٹی نے اعلیٰ تعلیم میں کسی مقامی زبان کو ذریعہ تعلیم کے طور پر اختیار نہیں کیا تھا۔۔ کچھ مدت تک وہاں رہنے کے بعد لکھنؤ گئے اور وہاں ندوۃ العلما کے ناظم مقرر کیے گیے۔ وہاں اپنی اہم خدمات پیش کر کے آخر میں اعظم گڑھ چلے گئے اور وہاں انہوں نے ایک علمی ادارہ دارالمصنفین کی بنیاد ڈالی۔

علامہ جہاں بھی رہے وہاں انہوں نے لکھنے کا سلسلہ قائم رکھا اور دیکھتے دیکھتے بہت سی کتابیں منظر عام پر آگئیں۔ ان میں مسلمانوں کی گذشتہ تعلیم، المامون، سیرت النعمان، سفر نامہ روم ومصر وشام، الفاروق،، الغزالی، علم الکلام اور الکلام، سوانح مولانا روم، موازنہ انیس ودبیر اور شعر العجم، سیرت النبی (پانچ جلدیں)، مقالات شبلی (۸ جلدیں)، دیوان شبلی، مکاتیب شبلی، خطوط شبلی، باقیات شبلی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ علامہ شبلی شاعر بھی تھے اور دست گل، بوئے گل اور برگ گل ان کے شعری مجموعے ہیں۔ اور صبح امید، شہر آشوب اسلام، عدل جہانگیری اور مساوات اسلام ان کی اہم نظمیں ہیں۔ علامہ 18 نومبر 1914ء کو اس دار فانی سے رخصت ہوئے۔(5)

### سید سلیمان ندوی کا مختصر تعارف:

سید سلیمان ندوی ضلع پٹنہ میں 22 نومبر 1884ء بمطابق صفر 1302 ہجری کو جمعہ کے دن پیدا ہوئے، آپ کے والد کا نام حکیم سید ابو الحسن تھا، سید ابوالحسن کے دو بیٹے تھے بڑے بیٹے سید ابو حبیب اور چھوٹے سید سلیمان۔ آپ کا خاندان کئی پشتیوں سے طبابت کے پیشے سے وابستہ رہا چنانچہ آپ کے نانا حکیم سید حیدر حسن اور دادا سید محمد شیر عرف حکیم میر محمدی دونوں اپنے زمانہ کے مشہور طبیب تھے۔

ابتدائی تعلیم خلیفہ انور علی، مولوی مقصود علی، اور بڑے بھائی حکیم سید ابو حبیب سے حاصل کی۔ ابتدائی تعلیم کے بعد ہندوستان کے شہر بہار کے ایک علاقہ پھلوار جس پھلواری شریف کے نام سے مشہور تھا وہاں کا سفر کیا اور مولانا محی الدین، عبدالرحمن صاحب کاکوی، شاہ علی حبیب نصر اور شاہ سلیمان پھلواری سے خانقاہ مجیبیہ میں راہ سلوک، ارشاد وہدایت اور علم حدیث کی تعلیم حاصل کی۔

1899ء میں سید صاحب مدرسہ امدادیہ پہنچے اور وہاں فقہ کے علم میں مہارت حاصل کی، 1901ء میں سید سلیمان ندوی دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں پہنچے اور وہاں سات سال تک تعلیم حاصل کرتے رہے۔

سید صاحب کو کھیل کود یا دیگر غیر تعلیمی مشاغل سے بلکل لگاؤ نہیں تھا اور سارا وقت درس ومطالعہ میں گزارا کرتے تھے علمی سفر کے ان کے رفیق مولانا عبدالباری سید صاحب کے درس ومطالعہ کے شوق سے متعلق لکھتے ہیں کہ :

> "علمی ذوق وشوق کی عام فضا ندوہ میں استاد محترم (مولانا شبلی) کے دور میں پیدا ہوئی لیکن سید صاحب جہاں تک دیکھا اور سنا اس سے پہلے بھی کتاب کے کیڑے تھے، کھیل کود میں نمایاں شرکت تو قطعا یاد نہیں آتی، نہ میل جول اور سیر وتفریح کی زیادہ عادت تھی، یہی رنگ طبیعت آخر تک رہا، گویا یکسوئی ان کا طبعی امر تھا جو علم عمل کی ہر راہ میں کسب کمال کی شرط ہے"۔[6]

سید صاحب عربی زبان پر بھی بڑی قدرت رکھتے تھے۔ دارلعلوم ندوہ کے سالانہ اجلاس میں سید صاحب نے پہلی دفعہ عربی میں برجستہ تقریر کی جسے سن کر علامہ شبلی اس قدر خوش ہوئے کہ انہوں نے جلسہ میں اپنا عمامہ اتار کران کے سر پر رکھ دیا۔ سید صاحب نے کچھ عرصہ دارالعلوم میں تدریسی خدمات انجام دیں جبکہ کچھ عرصہ تک "الہلال" میں مولانا ابوالکلام آزاد کے ساتھ کام کیا۔ اس کے بعد وہ دکن کالج پونا میں دوسال تک فارسی کے اسسٹنٹ پروفیسر رہے۔ مارچ 1911ء میں سید صاحب کو پھر حیدرآباد جانے کا موقع ملا۔[7]

1941ء میں جب علامہ شبلی نعمانی کا انتقال ہوا تو سید صاحب دکن کالج پونا میں لیکچرار تھے۔ علامہ صاحب نے ان کو وصیت کی تھی کہ سب کام چھوڑ کر سیرۃ النبی ﷺ کی تکمیل اور اشاعت کا فرض ادا کریں۔ چنانچہ سید صاحب نے ملازمت ترک کردی۔ ان کے پیش نظر دو اہم منصوبوں کی

Al-Qirtas القرطاس
http: https://al-qirtas.com/index.php/Al-Qirtas
E(ISSN): 2709-6076
P(ISSN): 2709-6068

تکمیل تھی۔ایک سیرۃ النبی ﷺ کی تصنیف وتالیف اور دوسرا دار المصنفین کے نوخیز پودے کو بارآور کرنا۔انہوں نے ہر جانب سے منہ موڑ کر اپنے آپ کو ان مقاصد کے لئے وقف کر دیا۔ بالآخر بڑی خوش اسلوبی سے انہوں نے اپنے استاد کی نامکمل کتاب کو پائے تکمیل تک پہنچایا،اسی کی وجہ سے علمی دنیا میں سید صاحب کا نام دور دور تک مشہور ہو گیا سیرت کی چھ جلدوں میں ابتدائی پونے دو جلدیں مولانا شبلی نعمانی نے لکھی ہیں جبکہ بقیہ سوا چار جلدیں سید صاحب نے اپنی اُستاذ کے اُصول و منہج کے مطابق خود مرتب کیں۔

سید صاحب 1950ء میں کراچی تشریف لائے، اور نقل وطن کر کے مستقل پاکستان میں سکونت اختیار کی، تین سال بعد 23 نومبر 1953ء میں 69 سال کی عمر میں کراچی میں انتقال ہوا۔(8)

سید صاحب کی تصنیفات میں سیرت النبی ﷺ،ارض قرآن، خطبات مدراس، رحمت عالم، عرب وہند کے تعلقات،حیات امام مالک، نقوش رفتگاں، بہائیت اور اسلام جیسی اہم ترین تصنیفات شامل ہیں۔

**"سیرت النبی ﷺ" کتاب کا تعارف اور منہج واسلوب:**

علامہ شبلی نعمانی اپنی زندگی میں مختلف علوم وفنون پر لکھتے رہے ایک طرف علم الکلام اور الکلام جیسی کتاب تصنیف کی جو کہ خالصتاً کلامی مباحث پر مشتمل تھی اور دوسری طرف تاریخ نگاری میں الفاروق، المامون، سیرت النعمان، الغزالی اور سوانح مولانا روم جیسی کتابیں شامل تھی، لیکن 1910ء سے علامہ شبلی کی تمام تر توجہ رسالت مآب ﷺ کی سیرت نگاری کی طرف مرکوز ہو گئی، آپ کے شاگرد رشید مولانا سید سلیمان ندوی حیات شبلی میں کتاب کی تصنیف پر علامہ کو توجہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

> "1910ء سے جب وہ ہر طرف سے سمٹ کر سرکار رسالت ﷺ کے آستانہ پر حاضری کے لیے بے تاب ہو رہے تھے، ان کی ساری ذہنی توجہ دوسرے علمی وکلامی مباحث سے ہٹ کر صرف اسی ایک مرکز پر مجتمع ہو گئی تھی، ان کے پاس نہ اب ابن رشد، غزالی ورازی وبو علی سینا کا گزر ہے، نہ تاریخ وکلام وفلسفہ کا نام ہے، شب وروز کتب احادیث وسیرت کا مطالعہ، تعلیمات نبوی کی ترتیب، اخلاق نبوی کی تحریر، سوانح نبوی کی تلاش اور سیرت نبوی کی نادر کتابوں کی جستجو، جہاں بیٹھتے، کھری چارپائی ہو یا چٹائی ہو، ہر طرف حدیث کی کتابوں اور سیرت کے نسخوں کا ڈھیر ہوتا اور انہی درباریوں کی ہم نشینی میں ان کا سارا وقت گزر جاتا اور خوش ہوتے کہ اب وہ ہیں اور دربار رسالت ﷺ کا آستانہ، چنانچہ سوتے جاگتے، چلتے پھرتے یہی ایک خیال ان پر چھا رہا تھا، یہی ان کی مجلس کی گفتگو تھی، اسی کے لیے خط وکتابت تھی، اس زمانہ سے لے کر اخیر عمر تک ان کے سارے خطوط ومکاتیب کو پڑھ

Al-Qirtas القرطاس
http: https://al-qirtas.com/index.php/Al-Qirtas
E(ISSN): 2709-6076
P(ISSN): 2709-6068

ڈالیے،ان میں تین باتیں آپ کو ملیں گی،ندوہ کی اصلاح،اسلام کی اشاعت و حفاظت اور سیرت نبوی ﷺ ، یہاں تک کہ دم نزع بھی آخر لفظ جوان کی زبان سے نکلا وہ سیرت ہے۔"(9)

**کتاب کی تصنیف کازمانہ اور سبب تالیف:**

علامہ شبلی نعمانی نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف کی ابتداء کب کی؟اس سوال کا جواب دیتے ہوئے سید سلیمان ندوی کتاب کے دیباچہ میں لکھتے ہیں:

"مصنف مرحوم کو سیرت نبوی ﷺ کے لکھنے کا خیال "الفاروق" کے بعد ہی پیدا ہو گیا تھے،(10) چنانچہ 1323ھ (1905ء)میں اس کا ایک مختصر سا حصہ یعنی غزوۂ احد تک وہ لکھ بھی چکے تھے کہ بعض مشکلات کی بناء پر رک گئے لیکن ملک کا تقاضائے شوق برابر جاری رہا، بالآخر انہوں نے 1330ء(1912ء)میں اس بار امانت کے اٹھانے کا آخری فیصلہ کر لیا"۔(11)

علامہ شبلی اپنی اس کتاب کی وجہ تصنیف خود بیان کرتے ہوئے کتاب کے شروع میں لکھتے ہیں:

"میں اس بات سے ناواقف نہ تھا کہ اسلام کی حیثیت سے میرا فرض اولین یہی تھا کہ تمام تصنیفات سے پہلے میں سیرت نبوی ﷺ کی خدمت انجام دیتا، لیکن یہ ایک ایسا اہم اور نازک فرض تھا کہ میں مدت تک اس کے ادا کرنے کی جرأت نہ کر سکا، تاہم میں دیکھ رہا تھا کہ اس فرض کے ادا کرنے کی ضرورتیں بڑھتی جاتی ہیں،اگلے زمانے میں سیرت کی ضرورت صرف تاریخ اور واقعہ نگاری کی حیثیت سے تھی، علم کلام سے اس کو واسطہ نہ تھا، لیکن معترضین حال کہتے ہیں کہ اگر مذہب صرف خدا کے اعتراف کا نام ہے تو بحث یہیں تک رہ جاتی ہے لیکن جب اقرار نبوت بھی جزو مذہب ہے تو یہ بحث پیش آتی ہے کہ جو شخص حامل وحی اور سفیر الٰہی تھا اس کے حالات،اخلاق اور عادات کیا تھے؟

یورپ کے مؤرخین آنحضرت ﷺ کی جو اخلاقی تصویر کھینچتے ہیں وہ نعوذ باللہ ہر قسم کے معائب کا مرقع ہوتی ہے، آج کل مسلمانوں کو جدید ضرورتوں نے عربی علوم سے بالکل محروم کر دیا ہے،اس لیے اس گروہ کو اگر کبھی پیغمبر اسلام کے حالات اور سوانح کے دریافت کرنے کا شوق ہوتا ہے تو انہی یورپ کی تصنیفات کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے، اس طرح یہ زہر آلود معلومات آہستہ آہستہ اثر کرتی جاتی ہیں اور لوگوں کو خبر تک نہیں ہوتی، یہاں تک کہ ملک میں ایک ایسا گروہ پیدا ہو گیا ہے جو پیغمبر ﷺ کو محض ایک مصلح سمجھتا ہے جس نے آکر مجمع انسانی میں کوئی اصلاح کر دی تو اس کا فرض ادا ہو گیا،اس بات سے اس کا

E(ISSN): 2709-6076
P(ISSN): 2709-6068

منصب نبوت میں فرق نہیں آتا کہ اس کے دامن اخلاق پر معصیت کے دھبے بھی ہیں۔ یہ وہ واقعات تھے جنہوں نے مجھ کو بالآخر مجبور کیا اور میں نے سیرت نبوی ﷺ پر ایک مبسوط کتاب لکھنے کا ارادہ کر لیا"۔(12)

علامہ شبلی کو سیرت رسول ﷺ مرتب کرنے کا خیال اس لیے بھی دامن گیر تھا کہ وہ وہ اس علمی کام کو نہ صرف مسلمانوں بلکہ تمام انسانیت کی ضرورت خیال کرتے تھے، اسی ضرورت کو بیان کرتے ہوئے علامہ صاحب خود رقم طراز ہیں:

"مسلمانوں کو نہیں بلکہ تمام انسانوں کو اس وجود اقدس ﷺ کی سوانح عمری کی ضرورت ہے، جس کا نام مبارک محمد ﷺ (رسول اللہ) ہے، یہ ضرورت صرف اسلامی یا مذہبی ضرورت نہیں ہے، بلکہ ایک علمی ضرورت ہے، ایک اخلاقی ضرورت ہے، ایک تمدنی ضرورت ہے، ایک ادبی ضرورت ہے، اور مختصر یہ کہ مجموعہ ضروریات دینی و دنیوی ہے"۔(13)

علامہ کے زمانے میں مغربی مفکرین نے رسول اللہ ﷺ کی سیرت مبارکہ سے متعلق گمراہ کن نظریات اپنی تصنیفات میں شامل کیے تھے علامہ صاحب اپنی اس علمی کاوش کے ذریعے مسلمان طبقہ کو ان نظریات سے بچاتے ہوئے ان کے سامنے رسول اللہ ﷺ کی حقیقی سیرت کو سامنے لانا چاہتے تھے، اس ضرورت کو بیان کرتے ہوئے علامہ صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں:

"سیرت النبی جو زیر تصنیف ہے میں چاہتا ہوں کہ یورپ کے مصنفین نے جو کچھ آنحضرت کے متعلق لکھا ہے، اس سے پوری واقفیت حاصل کی جائے تاکہ ان کے تائیدی بیان حسب موقع حجت الزامی کے طور پر پیش کیے جائیں اور جہاں انہوں نے غلطیاں اور بد دیانتیاں کی ہیں وہاں نہایت زور و قوت کے ساتھ ان کی پردہ دری کی جائے"(14)

**کتاب کا عمومی تعارف:**

علامہ شبلی نعمانی کی کتاب "سیرت النبی ﷺ" ان کی وفات (1914ء) کے بعد شائع ہوئی، کتاب کی پہلی دو جلدیں علامہ صاحب نے خود تصنیف فرمائی تھیں، اور بقیہ مجلدات کی تکمیل علامہ صاحب کے شاگرد رشید علامہ سید سلیمان ندوی نے کی تھی۔(15) پہلی جلد مقدمہ (فن روایت)، مقدمہ (تاریخ عرب قبل اسلام)، آنحضرت ﷺ کی مکی و مدنی زندگی پر مشتمل ہے، جب کہ دوسری جلد اسلام کی امن کی زندگی، عقائد اور اسلام کے اولین اصول، حجۃ الوداع اختتام فرض نبوت، وفات، متروکات، شمائل، معمولات، مجالس نبویؐ، خطابت نبویؐ، عبادات نبویؐ، اخلاق نبویؐ، ازواج مطہرات و اولاد اور ان کے ساتھ برتاؤ جیسے اہم موضوعات پر مشتمل ہے۔

E(ISSN): 2709-6076
P(ISSN): 2709-6068

البتہ جن مجلدات پر سید سلیمان ندوی نے کام کیا وہ: دلائل و معجزات، علامات نبوت قبل بعثت، اخبار غیب، خصائص محمدی، خصائص ذاتی، منصب نبوت، ظہور اسلام کے وقت عرب کی مذہبی و اخلاقی حالت، عربوں کی خصوصیات اور خیر الامم ننے کی اہلیت، تبلیغ نبوی کے اصول اور کامیابی کے اسباب، اسلام یا محمد رسول اللہ ﷺ کا پیغمبرانہ کام، توحید اور اس کے ایجابی اصول وارکان، فرشتوں رسولوں کتب الہی اور آخرت پر ایمان، قیامت اور جزائے اعمال، ایمان کے نتائج، عمل صالح، عبادات، نماز، اوقات کی تکمیل، زکوۃ، روزہ، حج، جہاد، عبادات قلبی، تقوی، اخلاص، توکل، صبر اور شکر جیسے اہم ترین موضوعات پر مشتمل ہے۔[16]

علامہ شبلی نعمانی نے کتاب کے سبب تالیف میں یہ بات واضح کردی ہے کہ پہلے زمانے میں سیرت نگاری صرف تاریخ نگاری اور واقعہ نگاری پر مشتمل تھی اگرچہ قرون اولی میں ان واقعات کی حفاظت کی ضرورت تھی اسی وجہ سے قرون اولی میں سیرت نگاری کی نظر ان واقعات کو مکمل طور پر محفوظ کرنے پر مرکوز تھی، البتہ بقول علامہ شبلی نعمانی موجودہ زمانے میں کلامی مباحث سے سیرت نگاری کا کوئی تعلق نہیں تھا، اور علامہ کا کلامی مباحث سے مراد عصر حاضر کے کلامی مباحث ہیں جس کی تفصیل علامہ نے خود اپنی کتاب علم اور الکلام میں کی ہے، چنانچہ ان کلامی مباحث کو مد نظر رکھتے ہوئے سیرت نگاری اس زمانے کی اہم ترین ضرورت تھی جس میں رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کو بطور محسن انسانیت، معلم الاخلاق، اسوۂ رسول ﷺ کے اخلاقی پہلو اور رسول اللہ ﷺ کو انسان کامل کے طور پر پیش کرنا تھا تاکہ خدا کے اعتراف کے ساتھ ساتھ نبوت کا اقرار بھی کیا جا سکے اور نبوت و وحی کی ضرورت واہمیت کو اجاگر کیا جا سکے۔[17]

## کتاب "سیرت النبی ﷺ" کی نمایاں خصوصیات:

علامہ شبلی نعمانی اور سید سلیمان ندوی کی مشترکہ کاوش پر مشتمل یہ کتاب مندرجہ ذیل خصوصیات پر مشتمل ہے:

1۔ یہ کتاب برصغیر پاک وہند میں اردو زبان مین اپنے طرز کی ایک ایسی منفرد، مفصل اور جامع تصنیف ہے جو نہ اس سے پہلے لکھی گئی اور نہ اس کے بعد اب تک پیش کی گئی۔

2۔ یہ کتاب تاریخ وسیر کے ان ہی مسلمہ اصولوں کے مطابق لکھی جو علامہ صاحب نے خود متعین کیے تھے، اور سید صاحب نے بھی انہی اصولوں کی پیروی کی، کتاب کی تالیف میں انہوں نے قرآن کریم اور حدیث نبوی ﷺ کو تمام مآخذ میں مقدم رکھا، دونوں حضرات نے سیرت النبی ﷺ کی تلافی میں امکانی حد تک کوئی اہم کتاب نہیں چھوڑی۔ یہ شبلی کی تاریخ نویسی کا اصول اور ثبوت تھا، اگر پوری کتاب کے مآخذ و مصادر اور حوالوں پر نظر ڈالی جائے تو یہ کتاب حوالہ جات کا ایک سمندر ہے اور اگر ان حوالوں کو جمع کر دیا جائے تو وہ بذات خود ایک کتاب بن سکتی ہے۔

Al-Qirtas القرطاس
http: https://al-qirtas.com/index.php/Al-Qirtas
E(ISSN): 2709-6076
P(ISSN): 2709-6068

3۔علامہ شبلی نے عربی سیرت نگاروں، مؤرخوں اور ارباب روایت سے جو جو فرو گزاشتیں ہوئیں ان کو ہدف تنقید بنایا اور ان کی فی الامکان اصلاح اور تلافی کی کوششیں کی،اور اس کے ساتھ ساتھ مغربی مؤرخیں اور مستشرقین کے افکار باطلہ کی تردید بھی کی۔

4۔کتاب کی زبان اور طرز بیان سادگی کے ساتھ ایسا دلنشین ہے جس میں وقار، پاکیزگی اور واقعیت ہے، سادگی اور دل نشینی کے باوجود سیرت النبی ﷺ کے عالمانہ اور پختہ اُسلوب میں کہیں جھول محسوس نہیں ہوتا۔

5۔اس کتاب میں واقعات سیرت کو تاریخی ترتیب اور تسلسل کے ساتھ اس انداز سے پیش کیا ہے کہ ایک ہی نظر میں عہد نبوی ﷺ کی مکمل تصویر نظروں کے سامنے آجاتی ہے۔

6۔دونوں حضرات نے مطالعہ سیرت کو جس گہرائی اور گیرائی اور وسعت کے ساتھ پیش کیا ہے وہ اس کی انفرادیت میں سب سے اہم ہے۔

7۔یہ کتاب ایک رجحان ساز کتاب ہے،اس میں جو اُصول، ترتیب، مزاج، معیار اور اُسلوب پیش کیا گیا ہے وہ بعد میں آنے والے سیرت نگاروں کے لیے قابل تقلید ہے۔(18)

**دوسری مبحث: کتاب "سیرت النبی ﷺ" کا معاصر سیرت نگاروں کے ہاں علمی وفنی مرتبہ**

علامہ شبلی نعمانی کی یہ شہرہ آفاق کتاب منظر عام سے پہلے شہرت کی بلندیوں تک پہنچ چکی تھی جس کی بڑی وجہ علامہ صاحب کی سوانح نگاری میں شہرت تھی کیونکہ اس کتاب سے قبل الفاروق اور المامون اور دیگر سوانح نگاری پر مشتمل کتابیں منصہ شہود پر آکر قبولیت عام اختیار کرچکی تھیں، لہذا جب علامہ صاحب نے سیرت النبی ﷺ کو لکھنے کا عزم مصمم کیا اور اور اس عزم کا تذکرہ اپنے حلقۂ احباب میں کیا تو کتاب اشاعت سے قبل شہرت حاصل کرچکی تھی۔چونکہ سوانح نگاری میں علامہ صاحب نے جدید اسلوب اختیار کیا تھا اور اس اسلوب کو رسول اللہ ﷺ کی سوانح عمری میں بھی ملحوظ رکھا لہذا معاصر سیرت نگاروں میں علامہ صاحب کو علمی مرتبہ حاصل ہے، چنانچہ درج ذیل میں علامہ صاحب کی سیرت نگاری کے علمی مرتبہ کو بیان کیا گیا ہے:

علامہ شبلی نعمانی کی شخصیت بطور سیرت نگار کو بیان کرتے ہوئے مولانا الطاف حسین حالی لکھتے ہیں:

"اس مختصر رسالے میں ہم مولانا کی تصانیف پر تفصیلی ریویو نہیں کرسکتے تاہم اس قدر ضرور کہنا چاہتے ہیں کہ عام مصنفین کے خلاف جو چند کتابوں سے موٹے موٹے واقعات لے کر ایک تاریخ یا سوانح عمری مرتب کردیا کرتے ہیں مولانا تمام ذخیرۂ کتب جو دسترس میں ہوتا تھا نہایت غور واحتیاط سے مطالعہ کرتے تھے اور اکثر جزئیات ایسی کتابوں سے اور کتاب کے ایسے گنجلک مقامات سے تلاش کرلیتے تھے جن پر کسی کی نظر نہیں پڑتی تھی پھر ان جزئیات کو ایسی خوبصورتی سے ترتیب دیتے تھے کہ جس سے

E(ISSN): 2709-6076
P(ISSN): 2709-6068

بہتر ترتیب نہیں ہو سکتی اس کے ساتھ ساتھ مولانا جو کچھ لکھتے تھے وہ نہایت حزم واحتیاط سے اور انتہائی تحقیق و تنقید اور اصول فلسفہ و تاریخ کے مطابق۔۔۔"(19)

مولانا شبلی نعمانی نے مقدمہ سیرت کے کچھ اجزاء مولانا ابوالکلام کے زیر ادارت رسالہ "الہلال" میں "دیباچہ سیرت نبوی" کے عنوان سے 1913ء کے شماروں میں چار قسطوں میں شائع ہوئے، اس پر الہلال میں ایک مراسلہ حکیم غلام غوث صاحب بہاولپوری نے بعنوان "سیرت نبوی" لکھا جس میں حکیم صاحب علامہ شبلی کی اس کتاب کے بارے میں رقم طراز ہیں:

"ہر طرف سے سیرۃ نبوی شبلی کی طرف آنکھ لگی ہوئی ہے اس شوق و شغف کو دیکھ کر میں یہ کہنے کی جرأت کر سکتا ہوں کہ یہ کتاب نہیں بلکہ ایک معجون اسلامی ہے جس سے حرارت دینی کا ارتعاش ہو جائے گا"(20)

ڈاکٹر ظفر احمد صدیقی اپنی کتاب "مولانا شبلی نعمانی بحیثیت سیرت نگار" میں علامہ شبلی کے سیرت نگاری کے اسلوب کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مولانا شبلی کا صاحب طرز ادیب وانشا پرداز ہونا اردو ادب کے مسلمات میں ہے باوجود یہ کہ انہوں نے ناول لکھے نہ افسانے، خاکے لکھے نہ انشائیے، آپ بیتی لکھی نہ ڈرامے پھر بھی وہ اردو کے صف اول کے نثر نگاروں میں شمار کیے جاتے ہیں ۔۔۔لہذا کتب سیرت کے ذخیرے میں سیرت النبی کی انفرادیت کا ایک سبب تو یہ ہے کہ یہ ہماری زبان کے ایک مستند اور صاحب طرز ادیب کی بہترین انشاپردازانہ صلاحیتوں کا مظہر اور اس کے قلم کی شگوفہ کاریوں کا مرقع ہے، دوسرے لفظوں میں اس بات کو ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ اردو میں جن اہل علم اور ارباب قلم حضرات نے سیرت کے موضوع پر قلم اٹھایا ہے ان میں سے کوئی بھی خالص نثر نگار کی حیثیت سے مولانا شبلی کے درجے تک نہیں پہنچتا اس لیے ان کی تصانیف سیرت اپنی دوسری خوبیوں سے قطع نظر اسلوب وانشا کے لحاظ سے سیرۃ النبی کا مقابلہ نہیں کر پاتیں"۔(21)

علامہ شبلی نے اپنی کتاب میں عالمانہ و محققانہ تحقیق پیش کی ہے اور ہر روایت کو محدثانہ اصولوں پر تحقیق کرنے کے بعد کتاب میں داخل کیا ہے علامہ صاحب کے ان اصولوں کو ان شاگرد رشید سید سلیمان ندوی نے بھی مدنظر رکھا، چنانچہ علامہ شبلی نعمانی اور سید سلیمان ندوی کی مشترکہ کاوش کے اس طرز تحقیق کو بیان کرتے ہوئے مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی لکھتے ہیں:

"سیرت النبی کی تالیف سے پہلے اردو میں سیرت نبوی پر جس قدر کتابیں لکھی گئیں وہ زیادہ تر مغازی واخلاق و شمائل نبوی پر مشتمل ہیں اور ان میں روایات کی صحت اور تحقیق و تنقید کا کوئی اہتمام نہیں کیا گیا"۔(22)

Al-Qirtas القرطاس
http: https://al-qirtas.com/index.php/Al-Qirtas
E(ISSN): 2709-6076
P(ISSN): 2709-6068

علامہ شبلی نعمانی کی سیرت نگاری کے اوصاف میں سے سب سے نمایاں وصف سیرت نگاری کے مصادر و مراجع پر فحص و تنقید کا طریقہ کار ہے اور علامہ صاحب نے اپنی سیرت نگاری میں اصول روایت و درایت دونوں کو مد نظر رکھا ہے چنانچہ ڈاکٹر محمد یسین مظہر صدیقی اپنے ایک مقالہ میں علامہ صاحب کے سیرت نگاری کے اس منہج پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"سیرت النبی ﷺ میں شبلی نے اصول روایت و درایت سے بحث کر کے سیرت و حدیث کے بنیادی مصادر کا تقابل و موازنہ کیا ہے اور بتایا ہے کہ جن کتابوں میں ان کو نظر انداز کیا گیا اسی قدر ان میں ضعف بلکہ موضوع روایات جمع ہو گئیں اور جس قدر ان میں ان اصولوں کو برتا گیا ان میں صحت و اعتبار کا معیار بلند تر ہوتا گیا"۔[23]

اردو سیرت نگاری میں علامہ شبلی نعمانی کو یہ فوقیت حاصل ہے کہ انہوں سیرت نگاری میں قرآن مجید کے بعد احادیث صحیحہ کے براہ راست مطالعہ کو سیرت نگاری کا اصل مآخذ قرار دیا ہے علامہ صاحب کے اس اصول پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"علامہ شبلی نعمانی نے واقعات سیرت کے متعلق قرآن مجید کے بعد احادیث صحیحہ کو اصل مآخذ قرار دیا ہے ان کا خیال ہے کہ تاریخ اور سیر و مغازی کے مقابلہ میں احادیث کا سرمایہ زیادہ مستند ہے اس لیے انہوں نے تالیف سیرت میں تاریخ و سیر کی روایات کے مقابلہ میں احادیث صحیحہ کو فوقیت دی اور سیرت النبی ﷺ میں اپنے اصول کا خاص اہتمام کیا"[24]

علامہ شبلی نعمانی نے کتاب کے شروع میں ایک مبسوط مقدمہ لکھا ہے جو اردو سیرت نگاری میں ایک بنیادی حیثیت رکھتا ہے جس میں علامہ صاحب نے اصول روایت و درایت، سیرت النبی ﷺ کے قدیم و معاصر مصادر و مراجع پر اصولی مباحث، مسلمانوں کا فن علم الرجال میں کردار اور سیرت نگاری میں اس فن کی اہمیت پر تبصرہ جیسے اہم ترین موضوعات اس مقدمہ کا حصہ ہیں، کتاب کے اس مقدمہ پر تبصرہ کرتے ہوئے پروفیسر ضیاء الحسن فاروقی لکھتے ہیں:

"اس (مقدمہ) میں مصنف نے اپنی علمیت، ذہانت، گہرے مطالعہ، تنقیدی صلاحیت اور مؤرخانہ ژرف نگاہی سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ سیرت نبوی ﷺ پر قلم اٹھانے کا حق انہیں کا تھا"[25]۔

اور ڈاکٹر سید شاہ علی اسلامی ادب میں کتاب کے اس مقدمہ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"سارے اسلامی اداب (بالخصوص سیرت نگاری کے اعتبار سے) اس مقدمہ کی شاید ہی کوئی مثال مل سکے"[26]

Al-Qirtas القرطاس
http: https://al-qirtas.com/index.php/Al-Qirtas
E(ISSN): 2709-6076
P(ISSN): 2709-6068

علامہ شبلی نعمانی نے سیرت نگاری میں جن اصولوں و قواعد، نقد و تجزیہ کی روایت اور اصول روایت کے ساتھ ساتھ اصول درایت کو اپنی اس شہرۂ آفاق تصنیف میں مد نظر رکھا، بعینہ اسی منہج واسلوب کی پاسداری سید سلیمان ندوی نے اس کتاب کی تکمیل میں کی، چنانچہ سید سلیمان ندوی کے اس منہج واسلوب پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر انور محمود خالد لکھتے ہیں:

"شبلی تو شبلی خود ان کے شاگرد سید سلیمان ندوی نے بھی استاد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ضبط وتوازن کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا، لب ولہجہ میں جوش اور زبان وبیان میں شاعرانہ دلآویزی کے باوجود انہوں نے حقیقت بیانی کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا"۔(27)

## نتائج:

اس مقالے کے نتائج مندرجہ ذیل ہیں:

1۔علامہ شبلی کا سیرت النبی ﷺ کے اس عظیم کام کی طرف متوجہ ہونے کا سبب اس دور میں مغربی مفکرین کے اعتراضات تھے۔

2۔علامہ صاحب کی یہ کتاب دراصل سیرت پر جدید اسلوب تحقیق اور فقہ السیرۃ کے حوالے سے سب سے پہلی کاوش تھی۔

3۔سیرت النبی ﷺ کتاب کو پورا خاکہ علامہ صاحب خود مرتب کیا تھا البتہ عملی اعتبار سے ادھورے کام کو بعد میں سید سلیمان ندوی نے پایہ تکمیل تک اسی منہج سے پہچانے کی کوشش کی، لیکن علامہ شبلی اور سید سلیمان ندوی کے تحقیقی کام، اسلوب اور نقطہ نظر میں فرق واضح ہے جو کہ ایک فطری عمل ہے، اور اس فرق کو تفصیلی طور پر سمجھنے کے لیے اس پر تحقیق کرنا ضروری ہے۔

4۔علامہ صاحب کی اس کاوش میں نہ صرف تاریخ کے تناظر میں سیرت کے اہم موضوعات پر کام سامنے آیا بلکہ برصغیر میں اسوۂ رسول ﷺ کو اجاگر کرنے کی طرح ڈالی گئی۔

5۔علامہ صاحب کے اس تصنیفی کام کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ سیرت سے متعلقہ روایات کو خاص کر اردو میں پہلی بار محدثانہ اُسلوب نقد و جرح کے تناظر میں زیر بحث لایا گیا۔

6۔یہ کتاب تاریخ وسیر کے ان ہی مسلمہ اصولوں کے مطابق لکھی جو علامہ صاحب نے سیرت نگاری کے لیے خود متعین کیے تھے۔

7۔علامہ صاحب نے عربی سیرت نگاروں، موٴرخوں اور ارباب روایت سے جو جو فرو گزاشتیں ہوئیں ان کو ہدف تنقید بنایا۔

Al-Qirtas القرطاس
http: https://al-qirtas.com/index.php/Al-Qirtas
E(ISSN): 2709-6076
P(ISSN): 2709-6068

8۔اس کتاب کے علمی و تحقیقی اُسلوب کے باوجود اس کی زبان اتنی سہل، رواں اور سادہ ہے کہ عام تعلیم یافتہ طبقہ بھی اس کو بآسانی پڑھ سکتا ہے، اسی وجہ سے جدید تعلیم یافتہ طبقہ کے ہاں اس کو عظیم شرف قبولیت ملی۔

**سفارشات:**

اس مقالہ کی روشنی درج ذیل سفارشات کی جاتی ہیں:

1۔علامہ شبلی کے متعین کردہ اُصول تحقیق کو یونیورسٹی سطح پر بطور اُصول تحقیق کے پڑھایا جائے، تاکہ اس سے استفادہ کی نئی جہات کھل سکیں۔

2۔علامہ صاحب کے متعین کردہ اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے سیرت خلفاءراشدین اور سیرت صحابہ کرام پر تحقیقات کا دائرہ مزید پھیلایا جائے۔

3۔علامہ شبلی اور سید سلیمان ندوی کے اُسلوب تحریر و تحقیق اور ان میں موجود فرق اور اس کے اُسباب پر تحقیق کی جائے۔

4۔جس طرح علامہ شبلی کے آسان اُسلوب تحریر اور عام فہم علمی انداز نے اپنے دور کے عام تعلیم یافتہ طبقہ کو متاثر کیا اس تناظر میں ضرورت اس امر کی ہے کہ ان کے کام کو انگریزی خواں طبقے تک پہنچانے کی سعی کی جائے تاکہ اس وقیع علمی و دینی کام سے بین الاقوامی سطح پر استفادہ کی راہیں کھل سکیں، جیسا کہ اہل عرب کے لیے اس کتاب کا ترجمہ عربی زبان میں شائع ہو چکا ہے۔

**Bibliography:**

1. Nadvi, Syed Suleman, *Hayat-e-Shibli*, Dar-ul-Muṣannifīn Shibli Academy, Azamgarh: 2008, pp. 92-95
2. Khalid Nadeem, Dr., *Shibli Ki Aab Piti*, Nashriyat Lahore: 2012, p. 17
3. Nadvi, Syed Suleman, *Hayat-e-Shibli*, p. 94
4. Previous Reference, p. 94
5. Nadvi, Syed Suleman, *Hayat-e-Shibli*, p. 109. See: Siddiqi, Zafar Ahmed, *Hindustani Adab ka Mi'mar*, Sahitya Akademi, New Delhi, p. 25
6. Nadvi, Shah Ma'īn al-Dīn, *Ma'arif*, Suleman Number, May 1955, p. 83
7. Nadvi, Shah Ma'īn al-Dīn, *Hayat-e-Suleman*, Dar-ul-Muṣannifīn Shibli Academy, Azamgarh, India: 2011, p. 51
8. Burney, Zia al-Dīn Ahmad, *Azmat-e-Rafṭa*, Taleemī Markaz Karachi: 1961, pp. 51-58
9. Nadvi, Syed Suleman, *Hayat-e-Shibli*, p. 33
10. Shibli, Nomani, *Seerat-un-Nabi* ﷺ, Maktabah Madīnah: 1408 H, Dībācha, Vol. 1, p. 16
11. Previous Reference, Vol. 1, pp. 21-22
12. Previous Reference, Vol. 1, p. 35
13. *Maqatib Shibli*, Azamgarh, India: 1928, Vol. 1, p. 201

Al-Qirtas القرطاس
http: https://al-qirtas.com/index.php/Al-Qirtas
E(ISSN): 2709-6076
P(ISSN): 2709-6068

14. Hali, Maulana, Altaf Hussain, *Tazkirah Maulana Shibli Marḥoom*, Maktabah (Nadarad): 1925, pp. 48-49
15. Sah-Māhī Urdu Adab, Shibli Number, Maqāla bantwan: *Seerat-un-Nabi*, Murattabah: Muhammad Arif Umri, Shumārah Number: 3, 1996, Anjuman Taraqqi Urdu Hind, New Delhi, p. 294
16. Siddiqi, Dr. Zafar Ahmed, *Maulana Shibli Nomani Bahisiyat Seerat Nigār*, Dar al-Nur, Lahore: 2005, p. 29
17. *Ma'arif*, Azamgarh, Suleman Number: May 1955, Murattabah Shah Ma'in al-Din Ahmad Nadvi, p. 69
18. Mazhar Siddiqi, Dr. Muhammad Yaseen Mazhar, Maqāla bantwan: *Masādir wa Makhāz ki Pārakh Shibli*, *Ma'arif*, Shibli Number, Jild Number: 194, Shumārah Number: 42, p. 56
19. Al-A'zami, Dr. Muhammad Ilyas, *Dar al-Muṣannifīn ki Tārīkhī Khidmat* , Khuda Bakhsh Aurential Public Library, Patna: 2002, p. 158
20. Farooqi, Professor, Zia ul-Hasan, *Ashkhas wa Afkār*, Maktabah Jamia Limited, Jamia Nagar: 1973, p. 204
21. Shah, Dr. Syed Ali, *Urdu Mein Sawanih Nigari*, Gultah Publishing House Karachi: 1961, p. 204
22. Khalid, Dr. Anwar Mahmood, *Urdu Nasr Mein Seerat-e-Rasool* ﷺ, Iqbal Academy Pakistan Lahore, First Edition: 1989, p. 585

مصادرومراجع:

---

1)ندوی، سید سلیمان، حیات شبلی، دارالمصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ: 2008ء، ص: 92-95
2)خالد ندیم، ڈاکٹر، شبلی کی آپ بیتی، نشریات لاہور: 2012ء، ص: 17
3)ندوی، سید سلیمان، حیات شبلی، ص: 94
4)حوالہ سابقہ، ص: 94
5)ندوی، سید سلیمان، حیات شبلی، ص: 109۔ دیکھیے: صدیقی، ظفر احمد، ہندوستانی ادب کا معمار، ساہتیہ اکادمی، نئی دہلی، ص: 25
6)ندوی، شاہ معین الدین، معارف، سلیمان نمبر، مئی 1955ء، ص: 83
7)ندوی، شاہ، معین الدین، حیات سلیمان، دارالمصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، ہند: 2011ء، ص: 51
8)برنی، ضیاء الدین احمد، عظمت رفتہ، تعلیمی مرکز کراچی: 1961ء، ص: 51-58
9)ندوی، سید سلیمان، حیات شبلی، ص: 33

Al-Qirtas القرطاس
http: https://al-qirtas.com/index.php/Al-Qirtas
E(ISSN): 2709-6076
P(ISSN): 2709-6068

10)علامہ شبلی نعمانی نے "الفاروق""المامون" کے بعد تصنیف کی ہے،اور الفاروق کتاب کا تذکرہ المامون کے دیباچہ میں ضمناً موجود تھا،چنانچہ الفاروق کتاب کا چرچا ہر طرف عام تھا اور قارئین اس کے شائع ہونے کے منتظر تھے،لیکن کچھ حوادث و مصروفیت کے سبب کتاب کی تکمیل میں تاخیر ہوگئی،البتہ 1894ء میں علامہ شبلی نے کتاب کی تکمیل کا قطعی فیصلہ کیا اور اسی سال کتاب پر کام دوبارہ شروع کیا اور 1896ء میں الفاروق کتاب پہلی مرتبہ شائع ہو کر سامنے آئے،چنانچہ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ علامہ نے سیرت النبی ﷺ پر تصنیفی کام اس کے بعد شروع کیا۔دیکھیے: شبلی، نعمانی،الفاروق،دارالاشاعت کراچی، طبع اول:1991ء،دیباچہ،ص:19

11)شبلی، نعمانی،سیرت النبی ﷺ، مکتبہ مدینہ:1408ھ،دیباچہ،ج:1،ص:16

12)حوالہ سابقہ،ج:1،ص:21-22

13)حوالہ سابقہ،ج:1،ص:35

14)مکاتیب شبلی،اعظم گڑھ،انڈیا:1928ء،ج:1،ص:201

15)علامہ شبلی نعمانی نے بقلم خود پوری کتاب کا خاکہ تفصیلاً ذکر کیا ہے اور کتاب کو پانچ بنیادی مباحث میں تقسیم کیا ہے۔دیکھیے: شبلی، نعمانی، سیرت النبی ﷺ، مقدمہ(فن روایت)،ص:72-73

16)ہم نے اس تحقیقی مقالے میں مکتبہ مدینہ کے شائع کردہ ایڈیشن کو سامنے رکھا ہے، یہ ایڈیشن آر زیڈ پیکجز لاہور نے 1408ھ کو سات جلدوں میں شائع کیا ہے،البتہ علامہ شبلی نعمانی کی تصنیف کردہ پہلی اور دوسری جلد ایک ساتھ شائع کی ہے،اور بقیہ مجلدات میں سے جلد تین اور چار کو مستقل الگ الگ اور جلد نمبر پانچ، چھ،اور سات کو ایک ساتھ شائع کیا ہے،اس اعتبار سے کتاب کی کل سات جلدیں دراصل چار جلدوں کی شکل میں شائع ہوئی ہیں۔

17)علم الکلام قدیم، علم الکلام جدید، دور حاضر کے تقاضے اور جدید علم الکلام، متقدمین اور متاخرین کے نزدیک کلامی مباحث اور ان مباحث میں اختلاف کے اُسباب وغیرہ جیسے اہم ترین موضوعات پر علامہ شبلی نعمانی کی تصنیف کردہ کتاب "علم الکلام اور الکلام" کا مطالعہ کیا جائے۔اس کتاب میں علامہ صاحب نے ان تمام مباحث کو تفصیلاً علمی، تاریخی اور فلسفیانہ انداز سے پیش کیا ہے۔

18)علامہ شبلی نعمانی اور سید سلیمان ندوی کی اس مشترکہ کاوش کی خصوصیات اور اوصاف کی تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجئے: صدیقی، ڈاکٹر، محمد شکیل، سیرت نگاری(1857ء-1987ء)،پی ایچ ڈی مقالہ، جامعہ کراچی:2005ء،ص:191-195

19)حالی، مولانا، الطاف حسین، تذکرہ مولانا شبلی مرحوم، مکتبہ(ندارد):1925ء،ص:48-49

20)سہ ماہی اردو ادب، شبلی نمبر، مقالہ بعنوان:"سیرت النبی"، مرتبہ: محمد عارف عمری، شمارہ نمبر:3، 1996ء،انجمن ترقی اردو ہند نئی دہلی،ص:294

21)صدیقی، ڈاکٹر، ظفر احمد، مولانا شبلی نعمانی بحیثیت سیرت نگار، دارالنور، لاہور، لاہور:2005ء،ص:29

22)معارف، اعظم گڑھ، سلیمان نمبر: مئی 1955ء، مرتبہ شاہ معین الدین احمد ندوی،ص:69

23)مظہر صدیقی، ڈاکٹر، محمد یسین مظہر، مقالہ بعنوان: مصادر و مآخذ کی پارکھ شبلی، معارف، شبلی نمبر، جلد نمبر:194، شمارہ نمبر:42،ص:56

24)الاعظمی، ڈاکٹر، محمد الیاس، دارالمصنفین کی تاریخی خدمات، خدا بخش اور نٹیل پبلک لائبریری، پٹنہ:2002ء،ص:158

25)فاروقی، پروفیسر، ضیاءالحسن، اشخاص وافکار، مکتبہ جامعہ لیمیٹڈ جامعہ نگر:1973ء،ص:204

26)شاہ، ڈاکٹر، سید علی، اردو میں سوانح نگاری، گلڈ پبلشنگ ہاؤس کراچی:1961ء،ص:204

27)خالد، ڈاکٹر، انور محمود، اردو نثر میں سیرت رسول ﷺ، اقبال اکادمی پاکستان لاہور، اشاعت اول:1989ء،ص:585